رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

جلد [illegible] قادیان دار الامن والامان ۲ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۸۹۹ء نمبر [illegible]

منشی عبد الحق صاحب لاہوری کے اعتراضات

اور حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

سأصرف عن ایٰتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

مین مدتون اس مین حیران رہا یون سمجھئے کہ میرے دل کی ایسی بناوٹ ہی نہ تھی کہ مین جلد اس راز کو پا جاتا اور حیرانی کی زیادہ زحمت نہ اُٹھاتا کہ ایک کھلی صداقت کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے اور ایک دیکھے ہوے پرکھے ہوے راستباز سے الجھنے کیا معنے۔ بارہا رورہ کر مینے اس آیت کو سوچا ہے وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ہ مجھے اس سے بڑھکر قوم پر حجت پوری کرنے والی بات نظر نہین آتی۔ یہ حجت سیدھی تیر کی طرح کلیجون کے اندر لگتی اور انسانی کانشنس کے آگے دردانگیز اپیل ہے۔ اسی لئے اس کے منقطع مین افلا تعقلون لایا گیا ہے حقیقت مین ایک شخص چالیس سال تک اُٹھتی ہوئی جوانی کے جوشون اور پُرزور جذبات کے ہیجان کے وقت ایک ایسی سوسائٹی مین رہ کر جس مین بے قیدی کی کوئی حد و پایان نہ ہو مسلم امین۔ امون اور متقی ہو۔ حیرت انگیز امر ہے۔ یہ تو صحیح نہ ہوگا کہ گرد و پیش کے نظارون کو اُس کا محرک و موثر کہا جائے کہ اس کی پاک تہذیب اور تصفیہ باطنی اور ممتاز سیرت کے وہ باعث ہوئے اس لئے کہ یہ امر مسلم ہے کہ اس کے آس پاس کوئی پاکیزہ منظر اور اُس کی تطہر کے لئے کوئی دلکش میدان نہ تھا۔ اور قومی مالوفات اور معاشرت و تمدن کا حال خود عیان ہے۔ پھر یہ بلند پروازی اور بلند حوصلگی اور یہ تقدس اور تطہر اور مالوفات و مجوبات قومی سے یہ بیزاری۔ یہ مہذب اخلاق یہ پرلے درجہ کی راست بازی اور یہ مادی جسمانی چیزون سے کامل انقطاع اور تبتل الے اللہ اگر کسی اندرونی تحریک یا بلفظ دیگر یون کہو اور یہی درست اور اکمل پیرایہ ہے کہ کسی مادی اور مالوف اسباب سے وراء الورا تحریک کا اثر نہین تو کیا ہے دانشمندون اور انسانی حالات کے واقف کارون کے لئے غور کرنے اور اس سے اور زیادہ آگے بڑھنے کے لئے اتنا سامان کافی تھا اور جنھون نے اس جدید دعوت کرنے والے داعی کو قبول کیا ان ہی قرائن کے بدیہہ کی رہبری سے کیا ہے۔ اسی سے تو ان حسن ظن مین سبقت لے جانے والون اور قرائن مرجحہ کی بنا پر قبول کر لینے والون کا نام صدیق ہوا۔ خدا کی باتین کیا ہی درست اور پر حکمت ہین لیہلک من ہلک عن بینۃ و

یحییٰ من حیّ عن بیّنۃ۔

بہرحال چونکہ ہر مرض کا سبب ضرور ہوتا ہے اس خطرناک مرض کا بھی تو کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ ایک انسان کی رحیم پر ننگ بات میں معروف و مسلم پھر اُس کا انکار ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُس کے استیصال کے لیئے ہر قسم کے منصوبے سوچے گئے۔ میں بیخبری کے ایام میں جب کبھی قرآن کریم کی آیت **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** پڑھتا مجھے بڑا تعجب آتا کہ باوجود معرفت پھر انکار اور جدال کیا۔ مگر عمر نے یہ معما کھول دیا کہ مختلف قسم کے نہاں در نہاں امراض کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور یہاں تک اس کی حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اس حالت کو خدا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے **ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم و علیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ** ہم اپنے دل کی رقت کو دیکھتے ہیں کہ قصداً ادنیٰ سی ایذا کسی کو دینے کی جرات نہیں کر سکتا اور اگر کبھی سہواً کوئی درشت کلمہ جوش نفس سے کسی کے حق میں نکل جائے تو پشیمانی سے گھنٹوں دماغ کی حالت ایسی رہتی ہے کہ گویا کوئیلوں کی ایک انگیٹھی ہے جو جل رہی ہے اور پھر ایک ایسے سنگدل انسان کا تصور کرتے ہیں جو چند روپیوں بلکہ چند پیسوں کے لالچ سے انسان کے پیارے ننھے بچہ کا خون کر دیتا ہے تو حقیقت میں حیرت انگیز مقابلہ نظر آتا ہے۔ مگر باریک بین سمجھ سکتا ہے کہ ہر بات کا سبب ہے۔ یقیناً مبادی ہیں جو آخر دل کے اس درجہ تک کی قساوت کے موجب بن گئے۔ مگر خدا کی کتاب نے جو جہالت کی تاریکی سے نکال کر نور کے بلند سطح پر لانے والی ہے راستبازوں کے انکار اور اُن سے جدال کے مرض کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ بڑا عجیب روحانی اور قلبی علم ہے اور وہ وہ آیت ہے جسے میں عنوان میں لکھ آیا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ "میں اپنے نشانوں (مامور اور مرسل لوگ اور ان کے تائیدی نشان) سے اُن لوگوں کا منہ پھیر دوں گا (یعنی سمجھنے اور پہچاننے کی توفیق اُن سے چھین لوں گا) جو قوم اور ملک میں خواہ نہ خواہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور بڑائی کی کوئی اہلیت اور استحقاق نہیں رکھتے۔ اس وجہ موجہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ راستبازوں کے انکار کی وجہ کبر ہی ہوا کیا ہے اور کبر کیا ہے کہ ایک شخص خود عضباً بزرگی اور اہلیت کا لباس پہننا چاہتا اور امتیاز کا تاج سر پر دھرنے کی کوشش یا آرزو کرتا ہے مگر خدا نے اس کے باطن کو جھانک کر آسمان کی نگاہ میں اُسے مردود و مخذول کر دیا ہوتا ہے۔ ایسا شخص خدا کے مقبول کے قبول عام کو دیکھ نہیں سکتا اُس کے روز افزوں تکریم و تعظیم کو دیکھ کر انگلیاں کاٹتا اور اُس کی جگہ اپنے تئیں بٹھانے کے لیئے ذہنی منصوبوں اور ناپاک حیلہ بازیوں سے ریشہ دوانیاں کرتا اور آخر الٰہی خذلان کی وجہ سے ناکام رہ جاتا ہے۔ کیا ہی عجیب نقشہ متکبروں کے دل کے سرجوش کا اس آیۃ نے کھینچا ہے۔

وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علیٰ رجل من القریتین عظیم

یعنی مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ ہونے مثیل موسیٰ ہونے مبشر مسیح ہونے اور موعود ابراہیم ہونے کے لیئے یہی چھوٹا سا اور کس مپرس آدمی رہ گیا تھا۔ ایک بڑا نامی آدمی منتخب ہونا چاہیئے تھا۔ نادان متکبر اور احمق نکتہ چین کو یہ غلطی لگی ہے کہ اُس نے اپنے علم و فہم اور اپنے حدس و فراست کو مردم شناسی اور انتخاب کا آلہ سمجھا ہے اور اس پر قیاس کیا ہے کہ تمدن عالم میں لوگوں کی رائے سے ایک بڑا آدمی انتخاب کیا جاتا ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے انتخابی اصول اور ہی رکھے ہیں اور یہ سب کچھ پہلے آسمان پر ہو ہوا جاتا ہے اس لیئے ضرور ہے کہ زمین پر زمینی آدمی اس سے نزاع کریں۔

العرض یہ بڑی مزے کی بات اور لمبی بات ہے اور اس کو چھیڑ کر جانا اصل مقصد سے بہت دور لے جانے کا احتمال رکھتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پاک کی نسبت چند اعتراض پہنچے ہیں۔ اُن اعتراضوں کو پڑھ کر میں تمیز نہیں کر سکا کہ میں ان کو پرانے معترض مولوی صاحب کے دل و دماغ کا نتیجہ کہوں یا ایک صوفی مذاق کسی زمانہ کے مصدق حسن ظن کا دعوی کرنے والے منشی **عبدالحق** اکونٹنٹ پینشنر کی طبع عالی کے لطایف تسلیم کروں۔ منشی صاحب خود تو جیسے تھے تھے مگر میں اس بات کے کہنے سے رک نہیں سکتا کہ اُن کے متکبر دوست سڑی دوست اور خود پسند دوست اور سنن انبیاء علیہم السلام سے ناواقف دوست کی روح کا اثر اُن پر پڑا اور وہ پر ظلمت پیچ اُن کے چاروں طرف محیط ہو گئے اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اُنھیں چھوڑ دیا۔ کاش وہ اب بھی سمجھیں اور ایک تاریکی کی روح کی صحبت سے خدا کی حضور میں استعاذہ کریں کہ رحیم خدا اُن کی سمجھ کھول دے اور پشیمانی اُنھیں پھر اُس کھوئی ہوئی جگہ پر پہنچا دے۔ ان نکتہ چینیوں کے جواب میں قلم اُٹھانے سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس تقریب سے حق کی اشاعت اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خوبیوں کا اظہار ہو ورنہ

بخدا اب اس سلسلۂ عالیہ کی جڑ ایسی ثابت اور محکم ہوگئی ہے کہ اعدائی منفرد اور متفق کوششون کی آندھیون کا اسے ذرہ بھر کھٹکا نہین رہا اور خدا تعالے کے آسمانی اور زمینی نشانون نے حضرت موعود علیہ السلام کی صداقت کو عالم پر حقایق ثابت شدہ کی طرح مسلم اور آشکار کردیا ہے - اور جیسے حضرت کلیم اللہ مسیح موعود علی بصیرۃ بولتے اور کامل یقین رکھتے ہین کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے ہین ویسے ہی ان کے متبع مومن بصیرۃ سے جانتے ہین کہ یہ کارخانہ حق اور صدق ہے اور خود خداوند قادر قاہر اس پر ثمر پیڑ کا باغبان ہے اور وہ اس کے لئے جو اس کے کاٹنے کو دوڑے گا خود ہی کافی ہے -

اب مین ان اعتراضون کو قولہ اقول کے پیرایہ مین لکھتا ہون - وباللہ التوفیق

قولہ مرزا صاحب راستباز نہین -

اقول راست باز کے لفظ کے کوئی خاص اور معین معنے معترض کے دل مین ہون یا مجاب اللہ اور محدث اور مکلم اللہ اور جری اللہ اور مرسل اللہ اور مامور موعود کا مرادف اس لفظ کو ذہن مین رکھتا ہو - مین خدا کے فضل اور اس کے روح القدس کی تائید سے علی بصیرۃ کہتا ہون کہ ان سب الفاظ کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہین - اس مشکل کے سلجھانے کے لئے مین لمبی اور پیچیدہ راہون پر چلنا نہین چاہتا اور نہ مین بڑی بڑی اصول موضوعہ کی بنیاد ین تیار کرنا چاہتا ہون میرے نزدیک یہ بات بہت جلد طے ہوتی اور ہر قسم کا اختلاف بآسانی فیصلہ پا جاتا ہے - ایک ہی معیار ہے جو اس مقام مین یعنی سلسلۂ نبوت اور ان کے اتباع کے سلسلہ مین کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کے لئے ہے وہ ہے

تائید سماوی اور نصرت الٰہی

اگر نفس نکتہ چینی کسی امر کے خفیف کرنے کے لئے آلہ بن سکتی اور اعتراض کسی اہل کا استحقاق چھین سکتا ہے تو اس سے اوپر چڑھ جاؤ اور بتاؤ کون صالحین مین سے تیز طبیعتون کے تیر افگنی کا آماج گاہ نہین ہوا بیخ کنی کے ارادے کرنے والے اور اپنی قوم مین بڑے دور اندیش اور دوربین دشمنون نے راستبازون پر اخلاقی اور روحانی اعتراض ہی نہین کئے بلکہ ان کی وجاہت اور شہرت عام کو داغدار کرنے کے لئے ان کے خانگی امور پر ان کے اہل بیت پر بھی حملے کئے - ناشکر گذارون نے شاعر کہا مجنون کہا ساحر کہا کاہن کہا ڈکاندار کہا شہرت طلب بڑائی کا بھوکا پیاسا کہا لوگون کے روپے مار کھانے والا کہا اور یہ کچھ تھوڑا نہ تھا مگر اس سے معلوم ہوا ان کے اندر کی جلن تجھہ بنسکی اور بڑی دور کی سوجھی اور اپنے نزدیک ہر شکست کے کافی انتقام وتلافی کی سوجھی ماتو کی صدیقہ عفیفہ زوجہ پر افک باندہ دیا اور درحقیقت سارے سلسلہ کو خاک مین ملا دیا تھا اگر خدا کی نصرت نے دست گیری نہ کی ہوتی درحقیقت اندرونی باتون یا اخلاقی باتون کا فیصلہ ہی کون کر سکتا ہے اور لفظی مباحثات نے کب کسی میدان کو خس وخاشاک سے پاک کیا ہے - احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لفظ فارقلیط کی جہت سے ماننے کی راہ مین جو ٹھوکرین آپ کے ہم عصر نصارٰی نے کھائین وہی آج ہین لفظون کے لحاظ سے مطلع مخالفون کے نزدیک نہ تو جب صاف تھا نہ اب ہے اور مثیل موسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) مدینہ کے یہود کے لئے اولاً وخصوصاً اور تمام یہودیون کے لئے عموماً مبشر شکل مین ظاہر ہوا اور صاف صاف کہہ دیا عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا - یعنی اب وقت آگیا ہے کہ خداوند تمھارا خدا تم پر رحم کرے اور تمھین غلامی کے گڑھے سے نکال کر سلطنت کے اوج اور آزادی کے بلند سطح پر پہنچائے اور اگر تم نے اس مثیل موسیٰ کو نہ مانا اور وہی شرارتین شروع کین جو باپ دادا راست بازون کے مقابل تم کرتے رہے ہو تو ہم بھی تمھاری سزا دہی کے لئے وہی ہتھیار نکالے بیٹھے ہین اور اس نعمت کے ناقدر شناسون کو ہم جہنم مین جھونک دینگے - ظاہر ہے کہ یہود مرتے مرگئے اور قریظہ اور نضیر کیسی کیسی ذلتون اور تباہیون کے ہدف بنے مگر ابھی تک اسی پر اڑے بیٹھے ہین کہ مثیل موسیٰ بنی اسرائیل سے ہونا ضروری ہے نہ بنی اسمٰعیل سے -

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جن سعیدون کو دولت اسلام کا شرف ملا اور نصارٰی اور یہود سے بہتیرے صدق دل سے مسلمان ہوگئے تو کیا یہ الفاظ دو اور دو چار کی طرح ان پر منکشف ہوگئے تھے - یہ تو سنت اللہ ہی نہین - اور نہ آیندہ قیامت تک کبھی ہوگا کہ پیشگوئیان ہندسی حقایق کی طرح کھل جائین اور موعودین آفتاب کی طرح واضح ہوجائین ورنہ وہ ایمانیات مین سے نہ رہین گے اور خدائے علیم نے وجود رسل کو ایمانیات مین داخل کیا ہے - اصل بات یہ ہے کہ تائیدات سماویہ اور نصرتہائے الٰہیہ نے جو حضرت احمد فارقلیط مثیل موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال تھیں اور وہی بیّن فارق اور مابہ الامتیاز تھیں آپ میں اور دوسروں میں سعید فطرتوں کو یقین دلا دیا کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہیں اور آپ کے مخالف بطلان پر۔ آج بھی باطل خیالات اور باطل مذاہب کے پیرو اپنے اپنے خیال اور ہوا کی تائید میں تھوڑی تقریریں نہیں کرتے۔ ایک ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی انسان کو خدا بنانے اور منوانے کی تائید و اعانت میں نصاریٰ نے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس بیّن بطلان کی حمایت میں اس اس سرحق اور عنو ان کی کتابیں اور اس قدر لکھی ہیں۔ کہ انکا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ میں نے خود اویڈنسز آف کرسچینٹی کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابیں دیکھی ہیں۔ ان باطل پرست نصاریٰ کے پیرو آریہ ایک مردہ اور مخذول کتاب اور تناسخ اور نیوگ جیسے کپکپا دینے والے مسئلہ کی حمایت پر کیسے تلے ہوئے اور آفتاب صداقت سید المعصومین امام الاولین و الآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیسی اہانت کرتے ہیں کہ ایک غیور دل سینہ سے تڑپ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اب اگر تقریروں اور لفاظیوں پر ہی مدار ہو یا کبھی ہوا ہو تو پھر ظلمت اور نور میں کبھی امتیاز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے قرآن کریم نے کیوں واقعہ بدر کو یوم الفرقان کہا۔ یہ لفظ بڑی غور کے قابل ہے اور بار بار مسلمانوں کو وعدہ دیا تھا کہ ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا یعنی اگر تم اللہ کے لئے متقی بنجاؤ گے تو خدا تم میں اور تمہارے غیر میں ایک فارق امر پیدا کر دے گا۔ اور وہ یوم کیا تھا تھوڑے سے صنادید قریش کا میدان جنگ میں کھیت رہنا معمولاً

دنیا میں لڑائیاں ہوا ہی کرتی ہیں اور دو لڑنے والوں میں آخر ایک جیتا ہی کرتا ہے۔ اور یوں ایک معمول و معروف واقعہ ہوا جاتا ہے مگر قرآن جیسی حکیم کتاب نے اس پر ناز کیا اور ثبوت نبوت میں اس پر بڑا زور دیا بلکہ اس کو کل صداقتوں کا مدار ٹھیرایا ہے۔ قرآن مجید میں علمی اور نظری دلائل کیا کچھ تھوڑے ہیں۔ دنیا میں کوئی کتاب نہیں بجز قرآن کے جس کے صفحہ صفحہ میں اپنے دعاوی پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہوں۔ تو بات کیا ہے کہ ان نظری اور علمی دلائل اور حجج کو الفرقان کے نام سے موسوم نہیں کیا۔ دلائل نظریہ اور علمی بیان ایک بہت گہری شئے اور بہت تھوڑے ذہنوں پر اس کا راز آشکارا ہوتا ہے اور وہ بھی چونکہ ایسا میدان ہے کہ زمانہ کے فلاسفر اور حکما اور علما بھی اس میں اپنی اپنی قدر پر گھوڑے دوڑا چکے ہیں۔ اس لیے اُس کا حق ہیں ہونا کھل نہیں سکتا اور ایک الناس داشنباہ کی چادر کا پلہ اس نے کسی نہ کسی رُخ پر ڈھکا رہتا ہے۔ مگر نصرت الٰہی ہمیشہ ایک فارق امر اور بیّن امتیاز ہوا کیا ہے انبیا میں اور مادی حکما اور فلاسفروں میں۔ یہ یارا اور دل گردہ کسی فلسفی اور دوسرے باطل پرست کو نہیں ملا کہ تحدی سے کہے اور بے سامانی اور کامل درویشی کی حالت میں کہے اور باسامان اور کافی احتشام والی جماعت کو کہے کہ میں منصور و مؤید ہوں گا اور میرے دشمن ذلیل و خوار و نامراد ہوں گے۔

خدا کی پہلی کتابیں بھی یہی خبر دیتی ہیں کہ اس دن تیدید کی جسٹت جاتی رہے گی اور آخر قرآن حکیم نے بھی اسی کو اپنی نبوتوں کی صداقت کا معیار ٹھیرایا۔ اگر وہی رسّیاں اور عصا کا

پھینکنا رہتا اور آگے کوئی بیّن نشان نہ ہوتا تو موسیٰ کی نبوت ہو چکی تھی۔ قرآن حکیم نے جس امر میں اپنے نبی کریم کو موسیٰ کا مثیل ٹھیرایا ہے کیا اچھی ہی بات ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے رسّیوں کو باطل کر دیا اور سونٹے کا سانپ بنا دکھایا۔

بس ایک ہی بات ہے جو پہلے سے کہی گئی تھی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کس دلیری سے اور کس سامان کے برتے پر اور کس کو کہا کہ مجھکو خداوند خدا نے صاف کہدیا ہے کہ تو میری تکذیب و اعراض پر سزا پائیگا یہی ایک مقام ہے اور بخدا ایہی ایک موقعہ ہے جہاں ایک دھریہ اور میٹیریلسٹ اور پورا بے باک بھی سر نوا دیتا ہے۔ اُس معصوم بچہ اور بے زبان ننھی سی جان کو کنوئیں میں پھینک کر جانے والے اپنے نزدیک کیا ہی خوش نصیب اور کامیاب ہو گئے اور مادی نگاہوں میں پورے کامیاب ہو گئے اس لئے کہ انھوں نے اپنا ارمان نکال لیا اور ایک رقیب کو میدان سے باہر نکال پھینکا اگر خدا کی نصرت و تائید اس مظلوم و مہجور یوسف کو مصر کا منصور سردار یوسف نہ بنا دیتی اور پھر اُن ناعاقبت اندیش اکڑ دوں کو ہاتھ باندھے ہوئے اس کے سامنے لاکر کھڑا نہ کر دیتی اور ضرور تھا کہ یہ سب کچھ ہوتا اور یوں ہی ہونا ضرور تھا اس لئے کہ کتاب پہلے سے کہہ چکی تھی کہ لتنبئنہم بامرہم ھذا وھم لا یشعرون ۝ یعنی تو یقینًا یقینًا ایسی جگہ اور منزلت پر پہنچے گا کہ سربلندی اور بزرگی کے بھیس میں تو انھیں ان کے اس ذلیل معاملہ اور سلوک بد کی داستان سنائے گا پر انھیں اس وقت پتا نہیں کہ یہ کیسے سرنگوں اور ذلیل ہوں گے۔

اللہ اکبر جنگل کے متروک کنوئین مین ایک معصوم بچہ اور اُس بھیانک منظر مین ایک ننھی سی جان جو کبھی تو مان کے کنار عاطفت مین اور کبھی پدر کے مردمک چشم مین جاگزین ہے اور وہ جس نے ناز و نعم کی چار دیوارسے کبھی پاؤن باہر رکھا ہی نہین جس کی نسبت عاوتاً یہ توقع ہونی چاہیے تھی کہ بلک بلک کر دم توڑ دیتا اور سسک سسک کر ٹھنڈا ہو جاتا وہ اس قوت اور تحدی کی پیشگوئی کرتا ہے اور ایسی زور آور لہجہ مین بولتا ہے کہ مین ایک وقت عزیز ہو جاؤن گا اور یہ بیرے نامہربان بھائی ذلیل ہو جائین گے۔

مادی عقلون پر ناز کرنے والو سوچو اکیلے اکیلے مل مل کر۔ جرمن کے فلاسفرون سے سر ملا کر۔ یورپ کی تیز دوربین لگا کر ہماری سمجھ مین کوئی سبب آتا ہے کہ وہ بچہ کیونکر بولا۔ کاش بوڑھا سید اور مرحوم سید جو زمین سے لگی ہوئی اور منہ کے بل چلنے والے یورپ کی تقلید مین راہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اس مین غور کرتا مگر کیونکر کر سکتا اور اُسے راہ ہی کیونکر ملتی جب تک ایک صادق کی صحبت اختیار نہ کرتا اور اس نورسی سے مستنیر نہ ہوتا جو آسمان سے اُترتا ہی بہرحال اگر سید اس نکتہ معرفت مین سے لے جاتا تو وحی کے بیان مین تحت الثریٰ پہنچانے والی ٹھوکر نہ کھاتا کہ "وحی نوبدہ کی طرح دل ہی سے نکلتی اور دل پر پڑتی ہے" محض غلط اور خطرناک غلطی ہے۔ وہ کچھ دل کس قدر تی نظارہ اور فیلمند اور کن محرکات سے متاثر ہے جو اس قدر یقینی اور قطعی بات کہتا ہے لتنبئنھم (لام تاکید اور نون تاکید قائم بمقام عظیم الشان قسم اور فوق العادۃ تاکید کے ہوتا ہے جسے کبھی ٹلتا ہی نہین ہوتا) اور پھر کتنی مدت مین کیا کیا سامان بنتے اور اُس کی موافقت مین بنتے ہین یہان تک کہ اس پیشگوئی کے موافق وہ کامیاب ہوتا ہے اور اُس کے مخالف تباہی پر تباہی دیکھتے اور قحط کا عرصہ بنتے آخر قدرت کے زور آور ہاتھ سے دھکے کھاتے ہوئے اُسی کے آگے کھڑے کئے جاتے ہین یہ ترتیب ذرات کائنات اور یہ تقلیب نظام عالم کیا اس بچہ کے ہاتھ مین تھی ۔ نہین یہ اُس قادر مطلق خدا کی آواز تھی یہ اُس کی وحی تھی جس کے ہاتھ مین سارا نظام عالم ہے اور وہ اپنے کامل ارادے اور کامل علم اور کامل قدرت سے ہر وقت اُس پر حکمران اور متصرف ہے اور وہ جو ہمیشہ سے متکلم ہے اور ہمیشہ متکلم رہے گا اور وہ جو اپنی ہستی کا پتا آپ ہی اپنے کلام سے دیتا اور کسی حکیم ارضی کے کھوج کھوج مصنوعات سے پتہ لگانے اور اُس کا مشکور و مرہون خدا بننے کا کبھی بھی محتاج نہین ہوا۔

الغرض یہی ایک بات ہے جو مذہب حق کی جان ہے یا صاف صاف یون کہو کہ قرآن کریم کا فخر اور امتیازی نشان ہے۔

اگر کسی مذہب مین سب کچھ ہے اور یہی نہین تو کچھ بھی نہین۔ افسوس اسلام کے نادان دوست اس فضیلت کا انکار کرتے ہین۔

اور دوسرے مردہ مذہبون اور کتابون کی طرح اسلام اور قرآن کریم کو پہلون کی قصہ کہانیون اور بچھڑی ہوئی باتون کا مجموعہ مانتے اور صاف اقرار کرتے ہین کہ نصرتین اور تائیدین پہلے ہو چکین اور برکات اور تاثیرات کسی زمانہ مین تھین اور وہین تک رہین ۔ اب صرف مان لینا اور آنکھ بند کر کے چلے جانا ہے۔

افسوس انھین زندہ ایمان یقین بخش ایمان اور گناہ سوز ایمان کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی ۔ اور کبھی سوچتے نہین کہ صحابہ نے تو خدا کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا جب ہی اخلاق کی اُس اعلیٰ معراج پر وہ پہنچے تھے پر تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا تم مین وہ صحابہ کا سا نور یقین اور قوت ایمان اور گناہ سوز بصیرۃ ہے۔

اور تعجب آتا ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے ہوئے یہ اپنے ذہنون مین کیا مدعا اور کیا معنی رکھتے ہین۔ اُن پر کیا انعام ہوا تھا اور وہ کیا صراط تھا جس پر چلنے سے وہ برکات انھین ملی تھین۔ اور کونسی صراط اور کیا انعام یہ لوگ چاہتے ہین۔

الغرض خدا کے برگزیدہ اور اُس کے مرسل کی عداوت کے سبب سے اسلام کے فخر اور یگانہ امتیاز سے انکار کر بیٹھے ہین ۔ اور جس قدر وہ موعود مرسل اس پر زور دیتا اور دعوی سے کہتا ہے کہ مین موید من اللہ اور نصرت یافتہ الٰہی ہون اور مجھے ان نصرتون اور آسمانی نشانون سے پہچانو اور مجھ مین اور غیرون مین یہی بڑا امتیاز اور فارق ہے کہ آسمان میری تائید مین بولتا اور زمین میرے صدق پر گواہی دیتی ہے ۔غرض جس قدر وہ بندۂ خدا اس پر زور دیتا ہی اتنا ہی انھین اس اصول سے بیزاری بڑھتی جاتی ہے تا کہ ثابت ہو جاوے کہ اہل اللہ کی عداوت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

آج تیسرے روز کی بات ہی مولوی عبد الواحد غزنوی جو غزنوی جرگہ مین نیک بخت اور ذہین مانے جاتے ہین مولوی نور الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے قادیان مین آئے اور حضرت اقدس (علیہ السلام) سے بھی ملے ۔ حضرت اقدس نے سنت انبیاء (علیہم السلام) کے اقتداء پر کہ بلاغ خدا کے لئے ہو جا کہ مدا انفاس ضائع نہون

بڑی دل سوزی اور ہمدردی سے جو
اس پاک رحیم جماعت کا خاصہ ہے
مولوی عبد الواحد کو تبلیغ شروع
کی۔ مولوی صاحب چپکے سنا کئے
مگر جب حضرت اقدس نصرت و تائید
الٰہی کے بیان پر پہونچے تو جھنجھلا کر
بول اُٹھے کہ تائید و نصرت الٰہی
کوئی معیار نہین اور مفتری کے لئے
کوئی وقت مقرر نہین کہ کب اس
کے افترا پر خدا کی گرفت پڑے
اور آپ لوگ بار بار یہی دعوے
کرتے ہین مگر ہمارے نزدیک
یہ کوئی معیار نہین۔ اور معًا یہ بھی
کہا کہ مین کوئی بحث کرنا نہین چاہتا
اور نہ زیادہ سننا چاہتا ہون۔
عبد الواحد اس اعتقاد مین اکیلے
نہین بد قسمتی نے چونکہ قوم کو
قرآن کریم مین تدبر کرنے سے روک
دیا اور رنجیا رگی سنن الٰہیہ سے
جہالت قوم کے اکثر افراد خصوصا
دینی رہنماؤن کے حصہ مین آگئی ہے
اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
ان کے اس مغالطہ کی چادر کو حقیقت
کے خوبصورت مُنہ سے اٹھا دیا
جاوے۔
نصرت الٰہی پر تو کسی قدر مین لکھ آیا ہون
اور یہ مینے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام
مین یہی کامل اور بڑا معیار ہے اب
رہی یہ بات کہ مفتری کو کب پکڑا جانا
چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ کہان
تک اس کی میعاد ہونی چاہیئے۔
ہمارا دعوی ہے کہ اس کے لئے
ہمارے نبی کریم خاتم النبیین
(صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۲۳ برس کی
کی زندگی کامل اور اکمل معیار ہے۔
مکہ مین جناب نبوت مآب (صلی اللہ
علیہ وسلم) نے دعوی کیا اور استثنا
کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنے
کے لئے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا
یہ تحدی کی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ
النَّاسِ اور وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا
بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ

بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ
فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ
حَاجِزِينَ یعنی خدا تم کو کفار کے
ہاتھون یعنی ان کے قتل کے منصوبون
سے بچائے گا۔ اگر یہ شخص مفتری
ہوتا اور کوئی ایک بات بھی جھوٹی
اپنی طرف سے ہماری طرف منسوب
کرتا تو ہم اسے بڑی مضبوطی اور
قوت سے پکڑ کر اس کی رگ جان
کاٹ دیتے اور کوئی تم مین سے
اسے بچا نہ سکتا۔ یون آنجناب کا
تیرہ برس تک اس خونخوار مقام
مین تنگی تلوار دن کے مقابل اس پر
تحدی دعوی کے بعد معصوم و محفوظ
رہنا سنت اللہ ٹھیر گیا کہ دعوے
نبوت اور دعوے ماموریت من
جانب اللہیت کے بعد اگر کوئی شخص
اس حد تک معصوم و محفوظ رہے
اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت
اُس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ
وہ صادق ہے۔ اور اگر ہم اسے
اور زیادہ وسعت دین اگرچہ حقیقۃً
چند ان ضرورت نہین تو حضور
علیہ السلام کے کامل ۲۳ برس کی
زندگی کو اُسوہ اور معیار قرار دیکتے
ہین۔ اگر کوئی بخل اور حسد سے
اس اصول کو نہ مانے اس لئے کہ
حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود اس سے
فائدہ اُٹھاتے ہین تو افسوس وہ
اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک
خطرناک فروگذاشت اور نقص
کا داغ لگائے گا۔ اس لئے کہ
قرآن کریم نے مہیمن اور کل اختلافو
مین حکم ہونے کے ساتھ ایک
محیط دعوی کر دیا ہے اور ہم اپنی
استطاعت اور فہم کے موافق
اس کو ہر دعوے مین صادق پاتے
ہین۔ تو کس قدر ناقابل عفو غلطی
اور افسوس ہوگا کہ مفتریون اور
صادقون ہی مین اس نے کوئی امر
فارق اور مابہ الامتیاز قائم

نہین کیا اور مفتری کے ابطال و استیصال
کے بعض پہلو تو بیان کئے اور ایک
ضروری اور اہم امر کو قطعاً چھوڑ
دیا۔ ہرگز نہ کرنے والے خدا کے کلام
اور خدا کے فعل سے لطف اُٹھاتے
ہین کہ ایک طرف کلام مین وَاللّٰهُ
يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور وَلَوْ تَقَوَّلَ الخ
دعوی کر دیا اور عملاً مشاہدہ مین حضرت
دعوے کنندہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو معصوم و محفوظ رکھ کر اپنی سنت
پر مُہر لگا دی اور یون قیامت تک
صادق اور مفتری کے امتحان کی
صاف راہ کھول دی۔ اب ایسی
صاف اور واضح حجت کے ہوتے
بھی اگر کوئی انکار کرے اور حضرت
مرسل اللہ کے ساتھ بغض و حسد کی
وجہ سے انکار کرے تو ہم بجز اعراض
کے اور کیا کر سکتے ہین۔
حاصل نصرت الٰہی ہی ایک بڑا معیار
حق و صدق ہے۔ مین حیران ہون
اور سمجھ ہی نہین سکتا کہ قوم کو کیا
ہوگیا ہے کم سے کم اتنے مین غور
کرین اور اس مین ڈوب کر سوچین
کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کس
شعور اور بصیرۃ کے ساتھ اس دعوی
پر کھڑے ہین نہ اب سے بلکہ براہین
احمدیہ مین اور پرائیویٹ خطوط مین
بھی یہی دعوے پایا جاتا ہے وہ
ہے کون سی بات جسنے اتنی مدت
تک انہین تھام رکھا ہے اور دل
اس یقین سے بھرا ہوا اور اس لذت
سے سرشار ہے کہ وہ منصور و مؤید
ہین۔ اگر کوئی آسمانی پشتی اور دلی
بصیرۃ نہ ہوتی تو کبھی دل ڈر
جاتا اور اندر ہی اندر ڈوب کر
رہ جاتا۔ اپنے اپنے نفوس مین
سوچ کر دیکھو کوئی ایک لحظہ کے
لئے نصرت و تائید کا دعوے تو
کر دیکھے اور نہین تو تنہائی مین خود
اپنے ہی نفس کو تسلی یا مغالطہ دیکر
دیکھے اور پھر اپنے اندر جھات
ڈالکر دیکھے کہ اندر سے آواز کیا

آتی ہے اور دیکھیے اپنا دل خود اپنی صاف صاف تکذیب کرتا ہے۔ بہرحال یہ مسلم امر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ۲۳ برس سے متواتر اور متصل یہ دعوے کر رہے ہین کہ خدا کی نصرت میرے ساتھ ہے اور مین من جانب اللہ ہون اور بارہا خدائے عزوجل رب العرش کی قسمین خلوت مین جلوت مین عام جگھون مین حتٰی کہ مسجدون مین اور تحریرون مین کھائین اور کپکپا دینے والے پیرایہ مین کھائین ہین اور اس پر عجیب مطابقت و موافقت اور قابل غور کے یہ بات ہے کہ مدتون پہلے جبکہ ہنوز پبلک لائف یا یون کہو کہ دوستی دشمنی کے نشیب و فراز مین قدم نہین رکھا تھا اپنے مقتدا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرز پر دعوے بھی کیا یعصمک اللہ و لولم یعصمک الناس۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہین اس کش مکش کے برسون پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام درج ہے۔

اب یہان ایک خدا ترس اور مرنے کے بعد مقام الرب سے خوف کرنے والا ٹھہر جاتا ہے اور ضرور ٹھہرنا چاہیئے کہ کیا باتین ہین کم سے کم اس کے دل پر رعب پڑتا اور اپنی جبیعہ کو دینی کیطرح چلنے اور اعمال کا سبز کھیت کاٹنے سے روکنے پر متوجہ ہوتا ہے کہ یہ کارخانہ یون ہی لغو تو نہین اور یہ نظارہ ہنسی اور استہزا سے تو ٹال دینے کے لایق نہین۔

غرض حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی لائف نے اپنے مقتدا و مولے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائف کی عمر پاکر آسمان سے زمین سے ملائکہ سے خدا سے اور مومنین سے گواہی حاصل کی کہ حضور اقدس اپنے دعوے مین صادق و مصدوق ہین۔

اب پھر مین منشی عبد الحق کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر خدا طلبی اور تقوی اور خشیت اللہ کی کچھ بھی بو ان مین باقی رہ گئی ہے تو اس مین غور کرین اور ٹھنڈے دل سے غور کرین۔

اور اگر وہ حضرت اقدس کو کسی اور معنی مین کہتے ہین کہ وہ راست باز نہین ہین۔ اور وہ چھوٹی چھوٹی باتین ان کے دل مین ہین جو بوجہ اپنی خفت و سفاہت و بے وقری کے درحقیقت ایسے نہان معاملات ہوتے ہین کہ اگر کسی کورٹ مین بھی پیش کیے جائین تو فیصلہ نہ پاسکین تو وہ خدا سے ڈرین اور وقار اور متانت اور معاملات دنیا کی واقف کاری کی قوت سے مدد لین کہ ایک طرف اتنا عظیم الشان دعوے اور دوسری طرف وہ کمینہ باتین اور سفیہانہ چلن جو آپ کی چھاتیون پر سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے ممکن ہے؟ ایک عامی مسلمان اور متقی مسلمان ایسے رویہ کے اختیار کرنے سے تحاشی کرتا ہے چہ جائیکہ ایک عظیم الشان انسان۔ یہ میری تقلیدی بات نہین مقدس تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ایسے دل کے آدمی اور ایسے کم حوصلہ اور تنگ ظرف آدمی پہلے بھی تھے۔

مدینہ مین جب غنایم کے ڈھیرون کے ڈھیر آنے شروع ہوئے اور حساب و کتاب کا نہ کوئی رجسٹر اور نہ کوئی اکونٹنٹ اور اس پر یہ کہ نحن قوم امیون لا نکتب ولا نحاسب علی الحساب جنھناحیں کی نسبت جاتا دیدیا تو بعض کے دل مین کچھ خیال آگیا۔ رہبر ہونے پر صادق قاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر ہم عدل نہین کرتے تو پھر اور کون کرے گا اور اگر مین لوگون کے مال پر امین نہین تو لوگون کے ایمان پر کیونکر امین ہوسکتا ہون۔ شاید آپ جیسے باقاعدہ حساب رکھنے والے اکونٹنٹ کو تو حضرت رسالت مآب کا یہ جواب بڑا ہی ناگوار اور خلاف دیانت و امانت معلوم ہوگا اس لیے کہ موجودہ مشہود خلیفۃ اللہ پر آپ کا یہی اعتراض ہے اور آپ اس اعتراض سے تھکتے نہین اور یہ موجودہ حالت گواہی دیتی ہے کہ اگر آپ اس وقت ہوتے تو ابن سلول سے ضرور ہاتھ ملاتے۔ اگرچہ آپ کو یہ جواب ناپسند ہو مگر واللہ مومن اس سے بڑی لذت اٹھاتے ہین اور ان کی روح قوت و ذوق سے بھر جاتی ہے کہ لاریب خلیفۃ اللہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ایسے بینون بقالون تنگ دلون زر پرستون کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔

الغرض ایک ہی بات ہے جو مختلف نتیجے پیدا کرتی ہے مومن اسے اور رنگ مین لیتے ہین اور وہی حق پر ہوتے ہین اور منکرین اور محل پر اسے اتارتے ہین۔ یہ ساری باتین آپ کی ہم نے بھی پڑھی ہین۔ اللہ تعالی راست باز گواہ ہے کہ نہ دھڑے بازی کے خیال سے بلکہ خدا کے خوف سے ان مین غور کیا ہے اور آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگون نے خدا جانے کس پنہانی معصیت الٰہی کی وجہ سے اپنے قلوب کو یہان تک سخت کر دیا ہے کہ پست فطرت تنگ حوصلہ ملاؤن کی ٹوٹی ہوئی گھنونی چٹائی پر جا بیٹھے ہین۔

بس ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی راہ ہے جسے مین مکرر لکھ آیا ہون اور وہ تائید سماوی ہے اس مین آپ لوگ حضرت خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کرلین۔ اور بات بھی بڑی عجیب اور سہل خوب صاف ہوگئی ہے اس لیے کہ اگر حضرت مرزا صاحب آپ کے نزدیک ایسی ہی ہین جیسے آپ الزام لگاتے ہین تو اس میدان مین وہ ضرور ضرور شکست کھائین گے۔ رسالہ بازیون سے کچھ نہین بنتا اگر آپ نے پانچ ورق لکھے تو کوئی دو دس لکھدیگا۔

کیا آپ اس بات کا بھی دلی شعور رکھتے ہین اور کوئی کھٹکا ہے کہ مرزا صاحب اس مقابلہ مین غالب ہوجائین گے تو پھر آپ پر حجت پوری ہوگئی ورنہ دیر کیا ہے آئیے۔ بسم اللہ۔

باقی آیندہ انشاء اللہ

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی ۳۰ ستمبر

از قادیان

ایک شیعہ سے خط و کتابت

ذیل میں ہم وہ خط و کتابت درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور ایک شیعہ صاحب کے درمیان ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے مولانا صاحب کا اثبات خلافت شیخین کے عنوان والا لیکچر پڑھا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب اہل التشیع کے جملہ اعتراضات کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ جو اسلوب اور طرز مولانا صاحب نے حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کے طرز پر مخالفین اسلام کو جواب دینے کا اختیار کیا ہے وہ ایک مومن قرآن کریم کی عظمت و شان کے شیدا مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے لاریب دنیا میں کل ملل باطلہ کی تردید کے لئے جو ہتھیار امام وقت نے پیش کیا ہے وہ کبھی بھی خطا نہ کرنے والا حربہ ہے وہ کیا ؟ قرآن کریم۔

اور یہ واقعی امر ہے کہ اگر قرآن کریم کو قول فصل اور امام اور مہیمن مانتے ہوئے بھی اسی کل نزاعوں کا فیصلہ نہیں کرتے تو ایک طرح سے شان قرآن مجید کی ہتک کرتے ہیں (خدا نہ کرے کہ ہم ان لوگوں میں ہوں) مولانا صاحب کی ذیل کی خط و کتابت پڑھ کر جو لذت اور حلاوت ہم نے اپنے اندر محسوس کی ہے اور جو فائدہ قرآن کریم کی عظمت کو نگاہ رکھنے کا ہم کو ملا ہے ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے احباب کو بھی ہو جس اسلوب پر مولانا صاحب نے شیعہ صاحب کو قرآن کریم کے حکم بنانے پر مجبور کیا ہے وہ نیا اور لطیف طرز ہے۔ امید ہے کہ یہ خط و کتابت جہاں ایک طرف اہل التشیع کے اعتراضات کا لطیف جواب ہوگی دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی مسلک کی خصوصیت کو اسلامی دنیا پر روشن کرے گی۔ اور بتلا دیگی کہ اس فرقہ کی نگاہ میں قرآن کریم کی کس قدر عظمت ہے اور یہ حقائق و معارف قرآنی بیان کرنے میں بجائے خود انکی تطہیر قلب کی دلیل ہے۔ لایمسہ الا المطہرون سے صاف اس امر کی شہادت ملتی ہے۔ اصل جواب شایع کرنے سے پہلے شیعہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیعہ صاحب کا خط

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ کی مہربانی اور حسن ظن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ غالباً آپ جناب امیر کی نسبت میرا عقیدہ دریافت فرماتے ہیں سو وہ یہ ہے۔ کہ وہ رسول خدا کے وصی مطلق تھے خلیفہ بلا فصل تھے امام برحق تھے اور معصوم تھے۔ الغرض بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب آپ فرمائیے کہ اس میں حد سے بڑھ جانے والی کونسی بات ہے اگر کوئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمایا جاؤں جیسے کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت کہلاتے ہیں ہم کو حضرت علیؑ کی جماعت ہونے کا فخر ہے اور بموجب حدیث الثقلین کے فرقہ حقہ ہونے کا ناز ہے یہ اور بات ہے کہ شیعوں کو خواہ مخواہ ہدف ملامت بنایا جاوے۔

الراقم بندہ غلام مرتضیٰ خان از کھیوڑہ ضلع جہلم

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خان صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھ کو آپ کے خطوط سے آپ کی نسبت گمان ہوا ہے کہ آپ جو صلہ رکھتے ہیں مگر کیا آپ خلاف طبیعت اور مخالف رسم و عادت سننے پر بھی صبر کر سکیں گے درحقیقت کمال حوصلہ ایسے ہی امتحان کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ چونکہ ابتدائی سوال آپ کی طرف سے ہے اور آپ نے بقول آپکے طلب حق کے لئے قدم اٹھایا ہے مجھے خیال کر لینا چاہئے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری معروضات کو سنیں گے اور رسم و عادت کی پیروی کی جوش سے یکبارگی بیزار نہ ہو جائیں گے۔ بہنیں سنیئے آپ جانتے ہیں شیعہ سنی کا جھگڑا بہت پرانا ہے اور آسان اور ہلکی سی بات نہیں بہت خطرناک زہرہ گداز نزاع ہے اس نزاع سے جو جو واقعات اور حوادث مسلمانوں پر نازل ہوئے ہیں تاریخوں کے صفحے ہنوز خون سے رنگین اور تر ہیں۔ خلفائے عباسیہ کی بارونق سلطنت اور شہر بغداد کی خون رُلا دینے والی تباہی جس میں ۱۸ لاکھ علماء و فقہا و زہاد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے گئے۔ علقمی وزیر اور نصیرالدین طوسی کی سازش اور اسی منحوس نزاع کا نتیجہ اور کرشمہ تھا۔ ایرانیوں اور ترکوں کی خونی لڑائیاں جو آخر دونوں سلطنتوں کی ضعف اور بالآخر نصاریٰ کا نخچیر لاغر بنا دینے کا باعث ہوئیں۔ اسی خانہ برانداز نزاع کا نتیجہ تھیں اور یوں قوموں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ عیاں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے فیصلہ کی کوئی صورت بھی ہے؟ مگر چونکہ یہ نزاع دینی اور ایمانی ہے۔ ضروری ہے کہ کوئی زبردست دینی رہنما ہی اس کے فیصلہ کا متکفل ہو۔ ارضی حاکموں اور مادی پیچوں سے تو یہ قضیہ پاک ہوتا نظر نہیں آتا تو اب دینی حاکم دو ہی مانے گئے ہیں قرآن و حدیث اور شیعوں کے نزدیک اس کے سوا بھی جو کچھ ہو۔ احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعوں کی الگ سنیوں کی الگ۔ علاوہ بران اگر وہ حدیثیں علوی فریق کی ہیں تو تقیہ کے داغ اور احتمال کے سبب سے قابل اعتماد نہیں۔ نیز تاریخ بتاتی ہے اور شیعہ اس کے قایل اور گواہ ہیں کہ آئمہ اطہار سدا مغلوب اور مظلوم اور مقہور رہے ہیں کبھی ان کے پاک مونہوں سے جو سنیوں کے اکابر کی مدح و ثنا نکلی ہے اور جس سے شیعوں کی مستند کتابیں خالی نہیں تو شیعان پاک نے بڑے وثوق سے اور بڑی صفائی سے اس کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ چونکہ جناب معصوم علیہ السلام کی مجلس پاک میں چند زبردست ناصبی بیٹھے تھے حضرت امام نے ان کے ڈر سے تقیۃً زبان سے وہ تعریف کر دی جو ان کے پاک دل میں نہ تھی۔ ایسا ہی سلیم الفطرت کے نزدیک یہ احتمال بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کہ جو سنیوں کے اکابر کی ہجو ان کے مونہوں میں دی جاتی ہے وہ ان تیز مزاج دشمنان صحابہ کی تالیف و مدارات کے لئے انھوں نے کی ہو جو ہر وقت ان کے صف میں بیٹھے تھے۔ اسلئے کہ تاریخ افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرتی ہے کہ آئمہ اطہار کے شیعان پاک جناب امیر

علیہ السلام سے لے کر آخر تک منہ زور اور سرکش اور آزاد رہے ہین - اور حضرت آئمہ نے ان فتنہ پرداز منہ زورون سے ڈر کر بسا اوقات بہت کچھ کہا اور کیا ہے - یہ دو احتمال جو در حقیقت واقعہ محققہ اور تاریخی ثبوت سے مزین ہین آئمہ معصومین کے اقوال اور اعمال کی طرف سے ایک محقق کو مایوس کر دیتے ہین -

خود آئمہ اطہار کے جد بزرگوار جناب امیرؑ کا یہ حال رہا کہ وہ اُن پر رعب اور کمال عروج پر پہونچے ہوے خلفا کی حضور مین جاتے بیٹھتے مشورون مین شریک ہوتے اور اُن کی مہربانیون اور انعامات سے کافی حصہ لیتے - شیعون کی مستند کتابون مین جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے خلفای راشدین کی مداح وثنا مین عجیب الفاظ مذکور ہین - اگر یہ سب کچھ بقول شیعان پاک کے تقیہ (نفاق) کی کارروائی تھی اور باطن مین سخت عداوت و بغض تھا تو ایک غیور عقل پسند انسان سمجھہ سکتا ہے کہ ایسے لوگ انسانی جماعت مین کسی ادنیٰ سی جگہ مین بھی بیٹھنے کے لایق نہین سمجھے جا سکتے چہ جائیکہ اُن کو اعتقاد وایمان کے پاک اور قیمتی امانت سپرد کی جائے اور اگر وہ روایتین صدیقی جماعت کی ہین تو خود شیعون کے نزدیک وہ قابل اعتماد نہین - اس صورت مین بجز اس کے کہ ہم ایک ایسی دستآویز پر فیصلہ کا مدار رکھین جس کی صحت و قابل استناد ہونے مین فریقین سے کسی کو بھی کلام نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کی حفاظت کے مضبوط قلعہ مین جاگزین ہونے کے سبب سے انسانی دست برد اور تطاول سے ہمیشہ مامون ومحفوظ رہی ہو اور کیا چارہ ہے وہ قرآن کریم ہے جسکو خود خدائے علیم وحکیم نے نور - کتاب مفصل - ہدیٰ - حاکم - مبین اور مہیمن فرمایا ہے - اس حاکم کے حضور سے جو فیصلہ ہو جائے اُسے قطعی سمجھا جائے سورۃ النور مین خدا فرما چکا تھا وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منکم لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الی آخر الآیہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ استخلاف خدا تعالیٰ کا وعدہ اور حتمی وعدہ تھا جس کا خلاف ہونا ممکن نہ تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانا خود خداوند عالم کا فعل تھا - انسانی تدبیر اور منصوبہ اور سازش کا اس مین دخل نہ تھا - اور اس آیت نے ہمیشہ کے لیئے قانون مستمرہ خداوند کریم کا بتادیا کہ خلیفۃ اللہ ہمیشہ آسمان سے مقرر ومنصوب ہوکر آیا کرتا ہے یہ کبھی نہین ہوا اور نہ ہوگا کہ چند یا زیادہ انسان ملکر اپنی رائے ومشورہ سے سماوی تحریک وتائید کے بغیر کسی کو خلیفۃ اللہ بنا دین - ہان چونکہ تمدن عالم مین سلسلہ اسباب سے وابستہ ہے اسباب سے تمسک کرنا لابدی ہوتا ہے لہذا ظاہری صورت شوریٰ واجتماع کی ایسی ہی واقع ہوا کرتی ہے کہ گویا مادی کمیٹیون اور اجتماعون کی طرح خود اعضائے کمیٹی اپنے لیئے پریسیڈنٹ منتخب کر رہے ہین مگر ہوتا وہی ہے جو آسمان پر پہلے مقرر ہو چکا ہوتا ہے - اس لئے کہ خدائے متصرف مدبر بالارادہ کا پہلے ہو چکا ہوا وعدہ اور نفاذ پا چکی ہوئی مشیت انسانی منصوبہ اور نفس کی سوچی ہوئی تدبیر سے ہرائی نہین جاسکتی - اور اُس کے پر حکمت کامون اور عجیب نظام کو ضعیف القویٰ محدود العلم انسان درہم برہم نہین کرسکتا - یہی راز اس آیت کا ہے جو قرآن حکیم مین مکرر آئی ہے وما انتم بمعجزین اور کہین فرمایا ہے وما نحن بمسبوقین یہ ایسی سچی ایمانی فلاسفی ہے کہ ایک مومن بالقرآن یا خدا تعالیٰ کی عادات وسنن کو جاننے والا اس کا انکار نہین کرسکتا بلکہ اس سے لذت اُٹھاتا ہے - اب اُس خدائی وعدہ کا تحقق اور وقوع کیونکر ہوا اور خدا تعالیٰ کے نظام عالم کے اسباب یا صاف صاف یون کہو کہ آسمانی تائیدات اور الٰہی نصرتون نے کیا جلوہ دکھایا اور کن کی حمایت مین جمع ہوئین - صاف ظاہر ہے -

آپ لکھتے ہین مین جناب علیؑ کو خلیفہ بلافصل مانتا ہون - ماننے کو آپ سو دفعہ نہین ہزار دفعہ نہین لاکھ دفعہ نہین بلکہ ان گنت دفعہ مانئے مگر یہ تو بتائیے کہ اگر آپ لوگ اپنی روحونکو مغالطہ نہین دیتے اور ایک نادان بچہ کیطرح بیجان کھلونے اور گوڑیا سے تسلی نہین پاتے تو اور کیا ہے - تعجب کی بات ہے کہ اگر حواس مین کندی نہین اور مدرکات مین جان ہے تو ایک خلاف واقعہ بے اصل بات سے جی بہلتا کیونکر ہے - جناب صدیقؓ خلیفہ بلافصل ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوے - جناب فاروقؓ خلیفہ ثانی ہوکر اور واقعہ مین ہوے اور یقیناً ہوے جناب ذی النورینؓ خلیفہ ثالث ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوے جناب امیرؑ خلیفہ رابع ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوکر یہ تو حقائق ثابتہ اور واقعات متحققہ محققہ ہین اور کسی ایک کو بھی مسلمانون کے مختلف فرقون مین اس واقعی اور عملی ترتیب ونظام سے اختلاف وانکار نہین - اب آپ فرمائے اور یہ تھی تعصب سے ذرا الگ ہوکر فرمائے کہ خلیفہ بلافصل علی چہ معنی دارد - یہ کوئی تثلیث کی طرح معما ہے جو دوسرے عالم مین کھلے گا یا آواگون کا چکر ہے جس کا بھید آج تک خود ماننے والون پر بھی آشکارا نہین ہوا - اگر یہ عقیدہ آپ لوگون کا تثلیث وتناسخ کی طرح لاینحل اور دل خوش کن مسئلہ ہے - اور چونکہ قوم مان چکی ہے اور عورتین اس لذیذ اعتقاد پر صدق دل اور رقت قلب سے قائم ہو چکی ہین اس لئے اسے پالنا اور ماننا ہی ہے تو مبارک ہمین کچھ تعرض نہین دنیا مین پتھرون کو پوجنے والے عاجز انسان ضعیفہ کے پیٹ سے نکلے ہوے ناتوان انسان کو خدا ماننے والے اور تثلیث جیسی فضول وسواس سے دل لگانے والے آدمی بھی تو ہین جن کی نسبت خدا کی حکیم کتاب لطیف ریمارک کرچکی ہے

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان

یعنی تمہارے یہ معبود اور واجب التعظیم بزرگ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بزرگوں نے رکھ لئے ہیں خدا کی کتاب اور اس کے فعل میں ان کے تحقق اور وجود کی کوئی سند نہیں - یعنی یہ بے حقیقت اشیا رہیں اور یوں ہی اسما رہی ہیں انکا واقعی مسمی وجود میں کوئی بھی نہیں - وہ جو ہیں تو یقینا قرآن کے الزام کے نیچے آ چکی ہیں اس لئے کہ وہ ان اسمار موضوعہ مختلفہ کی کوئی حقیقت واقعہ وقوع میں نہیں بتا سکیں - اور خدا تعالی کی کتاب اور فعل الہی نے انہیں سخت شرمندہ کیا ہے - اب آپ فرمائیے اور شیعان پاک کے اولین و آخرین سے بوجھکر اور خوب مشورہ لیکر بتائیے کہ علی خلیفہ بلا فصل ہے؟ اس کے لئے کتاب اللہ میں کوئی سلطان اور برہان اور کوئی حجت نیرہ؟ خدا تعالی کے فعل یعنی واقعہ اور مشاہدہ میں اس کی کوئی سند؟ خدا تعالی کے کلام نے لاریب اشتراکاً یعنی دوسروں کی شرکت و تبعیت میں ان کو خلیفہ کہا اور تسلیم کیا اور خدا تعالی کے ایفاء وعدہ یعنی فعل الہی نے واقعہ اور مشاہدہ میں انکا چوتھا درجہ رکھا - یہی حق و صدق ہے اور یہی خدا کے کلام اور کام سے روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے - اب وہ بلا فصل خلیفہ علی خدا کے لئے بتائیے کون شخص ہے - اگر تیرا اسم ہی اسم اور بلا حقیقت معدوم محض شے نہیں تو اور کیا ہے - اگر اتنا آپ لکھتے کہ میں جناب علی کو خلیفہ مانتا ہوں تو بات درست تھی اور اس میں نزاع ہی کسکو ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سادہ اعتقاد اور طفولیت کی مانی ہوئی شے کی الفت نے آپکو لفظ بلا فصل کی قباحت اور شناعت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - میرے دوست یہ نظام عالم ایک وجود رکھتا ہے اور خدا تعالی کے نزدیک اسکی حقیقت ہے سوفسطائیوں کی طرح وہم و خیال کا کارخانہ تو نہیں کہ بود کو نابود اور نابود کو بود مانا جائے خلفائے راشدین کی ترتیب ایک واقعی نظام اور امر متحقق ہے - اس بود کے مقابل نابود کو (خدا کے علم میں نابود - خدا کی کتاب میں نابود خدا کے فعل میں نابود) بلا فصل کہنا اور سمجھنا اعتقاد رکھنا سفسطہ اور دیوانگی نہیں تو کیا ہے - کیا ہی حسرت ہوگی اس دن جبکہ حقایق اشیا کما ہی ہی متمثل ہوں گی اور ایمانی کیفیات کمیت اور وجود مشہودی کا جامہ پہنیں گی - آہ کیا ہی ندامت اور خجالت ہوگی اسوقت جبکہ ان اپنی ہی نفسوں کی تراشی ہوئی باتوں سے اپنے ہاتھوں سے گھڑی ہوئی سنگ و گل کے معبودوں کا کوئی وجود نہ ہوگا اور ان کے پجاری اور صانع اور خالق حسرت سے ڈھونڈیں گے اور چلاتے پھریں گے کہ ای الفا و میگا قادر مطلق خدا یسوع مسیح تو کہاں ہے جس کے لیے ہم نہائے اور اس پر بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھی تھیں اور تجھ اکیلے کے لئے ہمنے سارے راستبازوں کو چور ڈاکو پرائی عورتوں کو اغوا کرنیوالے اور پورے حرام کار کہا اور مانا - اب تو کہاں ہے ہم غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے یا سمجھائے گئے تھے کہ تو جلال کے تخت پر باپ کے داہنے بیٹھا ہوگا افسوس یہ خیالی بت اور نفس کی تراشی ہوئی بات انہیں کہاں نظر آوے - وہ خدا کے عاجز سرنگوں بندوں میں شامل ہاری فزع و خوف کے کہیں دبکے بیٹھے ہوں گے - اسی طرح بلا فصل اور کیا ماننے والے اور مسیح کی طرح انکی حقیقی اطرا کرنیوالے اس بلا فصلیت کی رتبہ اور وجہ اور ان اپنی طرفسے دی ہوئی بڑی بڑی خطابوں کے مصداق شخص کو ڈھونڈیں گے اور چیخ چیخ کر اور پھوٹ پھوٹ کر روئیں گے اور کہیں گے ای خلیفہ بلا فصل اب تو کہاں ہے تیری خاطر ہمنے ایک لاکھ چوبیس ہزار راستبازوں - خدا کے قدوسیوں - خاتم النبین کے خلیفوں احمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر جیب کرنیوالوں کو اسکی راہ میں سینہ سپر کرنیوالوں عسرت کی گھڑیوں اور تنہائی کے دقتوں میں اس کی جان و مال سے مدد کرنے والوں - علماً اسلام کے پھیلانیوالوں اور آئمہ اطہار کے محسنوں مربیوں کو برا کہا غاصب کہا بے ایمان کہا - فاسق کہا اور کیا کیا اور کیا کیا کہا - ہائے اب حقیقت کھلی کہ تو ہمارا غرض کیا ہوا ایک وہمی نام تھا - اور واقعہ میں تیری حقیقت وہ نہ تھی جو ہمنے اور ہمارے خود غرض آباء نے تراشی - درحقیقت بڑی حسرت ہے کہ سارا رونا پیٹنا اور برسوں کی ماتم و بیٹھیوں بے سود چلے جائیں اور صحابہ کرام کے سارے مطاعن اور مثالب شماریاں گناہوں کی شکل میں طوق گردن ہو جائیں - میرے دوست اسمیں آپ غور کریں یہ انشا پردازی اور لفاظی نہیں - خدا آگاہ اور گواہ ہے کہ میں نے بڑے درد دل سے لکھا ہے اور یہ سچے حقایق ہیں جو ایک طالب حق کی بصیرت کو بڑھاتے ہیں کوئی شخص بیباکی سے یونہی ہنسی میں اڑا دے تو آسان بات ہے - مگر خدا کی کتاب اور خدا کے فعل یعنی کلام اللہ اور صحیفہ قدرت دونو کو اسی طرح مد نظر رکھکر اپنے اعتقاد کا ثبوت دے تو بات ہے

ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ تشیع میں کونسی بیہودہ بات ہے اور کس بات میں شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور کیوں خواہ مخواہ ہم شیعوں کو ملامت کرتے ہیں - میرے دوست سچائی کا خون کرنا ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار کرنا ایک صریح باطل اور نابود شے کو حق اور بود کا لباس پہنانا - ایک فرضی بات کی خاطر خدا کی ہزاروں راستبازوں کو کوسنا اور ان پر تبرا بازی کا ہدف بنانا اور سب و شتم اور بغض و عداوت کو سینہ میں پالنے کو جزو ایمان کہنا اور خدا کی کلام اور کام کے خلاف ایک انسان کو وہ رتبہ دینا جسکا استحقاق خود خدا نے خدا کی کتاب نے - خدا کے فعل نے - ملائکہ سماوی و ارضی نے اور ایک لاکھ سے زیادہ عباد اللہ الصالحین نے اسکو نہ دیا تھا اگر یہ بیہودگی اور حد سے بڑھنا نہیں اور ظلم عظیم نہیں تو کیا ہے اور کیا راستباز غیور کا عمل نہیں کہ الفتاً کہ ایسی قوم کو ہر طرح سمجھاوے - میں آپ کو بہت سی باتیں لکھنا چاہتا تھا مگر بالفعل میں اتنے پر بس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ میں حق کو سننے کا حوصلہ ہے کہ نہیں اگر آپ کی سعادت و رشد نے مجھے حوصلہ دلایا تو انشاء اللہ تعالے اور بھی کام کی باتیں سناؤں گا -

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

عاجز

عبدالکریم سیالکوٹی

از قادیان ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خرید و بہ منیطر

مرہم فورًا اثر کرتی ہے ایسی ایجاد

مقام ضرر آج تک کوئی مرہم نہین ہوئی

مرہم عیسی

یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے اس کے نہایت پرتاثیر اور عجیب و غریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہین

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی یا کرنے کی کوئی بات نہین - مرہم عیسی اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخمون پر لگانے کے لئے الہام الہی کی بنا پر ان کے حواریون نے اس کو تیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اترا اس مقدس بشر کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبون نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا - حکماء یورپ بھی

اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے

حکیم محمد حسین

لاہور

بھاٹی دروازہ

سے طلب کرو

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر - گلٹیان - چوٹون کے زخم پھنسی پھوڑے - گھاؤ - خارش - گنج طرح طرح کی جلد کی بیماریان - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - زخمون کے کیڑے - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - جل جانا کان سے ریم کا بہنا - جانورون کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲ - عہ - عہ

(علاوہ محصول ڈاک)

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوسرے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عـ ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] خالص ممیرہ فی ماشہ عـ مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے خصوصاً ان مقامات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری شے ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی [illegible] صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی [illegible]

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطہ جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ۵ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

(کتبہ) انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (جمالی نعلی)